۷۲واں باب

ناکام مقاطعہ کے روبرو ایک کامیاب تزکیے کی مہم

سُوْرَۃُ الْفُرْقَان

۳۶۴ محمد ﷺ پر فرقان نازل کرنے والی ذات کی کبریائی

۳۶۵ قرآن پر اعتراض

۳۶۷ رسالت پر اعتراضات

۳۶۷ منکرین کی سرکشی کا سبب

۳۶۸ منکرین اور متقین کا اقیامت میں مختلف انجام

۳۶۸ معبودانِ باطل کی گواہی

۳۷۰ سارے رسول انسان تھے

۳۷۱ قیامت کے قائم ہونے کا منظر

۳۷۲ قرآن یک بارگی ہی کیوں نہیں اترتا

۳۷۲ سابق رسولوں کی نافرمان امتوں کا انجام

۳۷۳ آخرت سے بے یقینی اور نفس پرستی

۳۷۴ اس کائنات اور نظامِ کائنات میں خالق کی نشانیاں

۳۷۶ کارہائے رسالت

۳۷۷ رحمٰن کے پسندیدہ بندے

۷۲واں باب

ناکام مقاطعہ کے روبرو ایک کام یاب تزکیے کی مہم
سُوۡرَۃُ الۡفُرۡقَان

مقاطعہ کا دوسرا اور نبوت کا آٹھواں سال اپنے آخری مہینوں میں داخل ہو رہا ہے۔ جیسا پہلے گفتگو ہو چکی ہے کہ اس مقاطعہ نے ایک جنگ بندی کی سی عافیت مہیا فرمائی تھی۔ منکرین کی خواہش یہ تھی کہ بنوہاشم کی ہمت جواب دے جائے، وہ مقاطعہ سے عاجز آ جائیں، اس انتظار میں اُنھوں نے مسلمانوں پر براہِ راست تشدد کو کاملاً ترک کر دیا تھا، وہ جانتے تھے کہ اُن کے لیے اِس کے نتیجے میں حبشہ بھاگ جانے کا راستہ کھلا ہوا تھا۔

مسلمانوں کے لیے اپنی دعوت کو زیادہ مدلل اور ٹھنڈے طریقے سے پہنچانے کا اور اپنی اصلاح اور تزکیے کا یہ ایک اچھا موقع تھا۔ اس دوران نازل ہونے والی سورتوں میں سوائے سُوۡرَۃُ اللَّھَب کے جو ابولھب کے کمینگی کی اس حد پر آنے کے کہ اُس نے مقاطعہ میں اپنے قبیلے تک کا ساتھ نہ دیا نازل ہوئی [219]، باقی تمام سورتیں توحید و آخرت اور رسالت پر کائنات کے اور شواہد سے استدلال کرتی اور سابق انبیاء کی دعوت اور اُن کی قوموں کے ہو بہو منکرین سے مشابہ روّیے اور اعتراضات کو بیان کرتی ہیں۔ اہلِ ایمان اِن کو اپنے نبی سے سنتے، اپنی اصلاح کرتے اور سارے شہر میں دوستوں اور عزیزوں کو سناتے۔ سُوۡرَۃُ الۡاَنۡبِیَآء اور سُوۡرَۃُ الۡقَمَر جو مقاطعہ کے دوران نازل ہو چکی ہیں آپ نے اُن کے مطالعے سے اس دور میں نازل ہونے والے قرآنی اجزا کے مزاج سے شناسی تو حاصل کر لی ہے۔ اب جبریل امینؑ سُوۡرَۃُ الۡفُرۡقَان لے کر آئے ہیں۔

۷۹ : سُوۡرَۃُ الۡفُرۡقَان [۲۵ - ۱۸ قد افلح]

محمد ﷺ پر فرقان نازل کرنے والی ذات کی کبریائی

بات کا آغاز ہی بنیادی ایمانیات کی بات واضح کر دینے سے ہوتا ہے۔ اللہ کی کبریائی کی یہ نشانی ہی بہت بڑی ہے کہ اُس نے قرآن جیسی بے مثال، حق و باطل میں فرق کو قائم کر دینے والی کتاب اپنے بندے اور رسول محمد ﷺ پر نازل فرمائی۔

---

۲۱۹ سُوۡرَۃُ اللَّھَب کے نزول پر ۷۴ویں باب میں اپنے مقام پر گفتگو کی گئی ہے۔

یہ فرقان گواہی دے رہا ہے کہ زمین پر بھی اور آسمان پر بھی اُسی کی بادشاہی ہے۔ قریش فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں اور اہلِ کتاب بھی اسی طرح اللہ کے لیے اولاد تجویز کرتے تھے۔ فرقان برملا اس کی نفی کرتا ہے، عقلِ سلیم اسے قبول کرتی ہے، اللہ جو زمین اور آسمانوں کا خالق و مالک اور بادشاہِ حقیقی ہے فرماتا ہے کہ ہر چیز کا وہی خالق ہے، وہ چیزوں کو نیست سے ہست میں لایا ہے۔ اُس نے کسی ابتدائی سامانِ تخلیق کے بغیر ہر چیز کو ایک ڈیزائن پر ایک مقصد کے لیے ایک منصوبے سے ایک طے کی گئی تقدیر پر پیدا کیا، کسی شے کی مجال نہیں کہ اُس سے انحراف کر سکے۔ انسانوں کو، جانوروں کو، پودوں کو، پہاڑوں کو، بادلوں کو، ستاروں کو غرض ہر چیز کو ایک مقصد اور تقدیر سے بنانے والا ایک اکیلا اللہ ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں، نہ کارِ تخلیق میں اور نہ مخلوقات پر اختیارات میں۔

بڑی ہی بابرکت ہے وہ ذات جس نے حق و باطل کے درمیان فرق قائم کرنے والی یہ کتاب [قرآن، فرقان] اپنے بندے، محمدؐ پر نازل کی تاکہ رہتی دنیا تک سارے جہان والوں کو آگہی ہو۔ اُسی بابرکت ذات کے لیے زمین اور آسمانوں کی بادشاہی ہے جس نے اپنے لیے کوئی اولاد نہیں بنائی، نہ ہی اُس کی بادشاہی میں کوئی حصہ دار ہے۔ اُس نے ہر چیز کو پیدا کیا اور پھر اُس کی ایک تقدیر بنائی۔

خالق کی اس عظمت، کمال اور احسان کے باوجود لوگوں نے اُسے چھوڑ کر ایسے معبُود بنا لیے جو کسی چیز کے خالق نہیں بلکہ خود مخلوق ہیں، یہ حقیقتِ واقعہ اس امر کا تقاضا کرتی ہے کہ صرف اُسی کو الٰہ اور محبوب و معظم ہونا چاہیے۔ صرف اُس کے لیے عبادت کو خالص کیا جائے۔

اس سب کے باوجود، لوگوں نے اُسے چھوڑ کر ایسے معبُود بنا لیے جو کسی چیز کے خالق نہیں بلکہ خود مخلوق ہیں، ایسے جو خود اپنی ذات کے لیے بھی کسی فائدے یا نقصان کا اختیار نہیں رکھتے، جن کا اختیار نہ زندگی پر ہے نہ موت پر اور نہ ہی مرنے کے بعد کسی کو دوبارہ زندہ اُٹھا سکتے ہیں۔ .... مفہوم آیات ۱-۳

قرآن پر اعتراض

منکرین، جن کے درمیان یہ قرآن نازل ہو رہا تھا وہ زبان کو اور اُس کے رموز کو اس حد تک جانتے تھے کہ اپنی زبان دانی کے مقابلے میں دوسروں کو گونگا [عجمی] جانتے اور کہتے تھے، وہ اس کو سن کر عاجز تھے اور برملا اعتراف کرتے تھے کہ اس پائے کا ادب پارہ اور عربی زبان کا شاہ کار انسانوں کے بس کی بات نہیں۔ اسی

فرقان کو اللہ تعالیٰ اپنی شان والی بابرکت ذات کی دلیل قرار دے رہے ہیں اور اُس وقت سننے والوں کو مجالِ انکار نہ تھی کہ اِس بات کو تسلیم کرلیں، مگر اس کو تسلیم کرتے ہی قرآن کی بیان کردہ توحید، آخرت و رسالت کو قبول کرنا پڑتا چناں چہ اُن کی اَنا اور اُن کے نفس نے یہ بہانے سجھائے تھے کہ کہہ دیں یہ جادو ہے، زبان و ادب و شعر کی معجز بیانی سے ماسوا قرآن کا سابق انبیاء اور قوموں کے قصے بڑی عمدگی سے اتنے ٹھیک سُنانا کہ علمائے اہلِ کتاب بھی حیرت سے اپنی انگلیاں چبالیں اور کوئی غلط بیانی کا الزام نہ لگا سکیں، اس کتاب کے الہامی ہونے کی صداقت پر مُہر ثبت کررہا تھا۔ یہ قصے مکہ میں کبھی سنے نہ گئے تھے اور نہ ہی نبی اُمّی پر یہ الزام لگ سکتا تھا کہ پرانی کتابوں سے پڑھ لیا ہے۔ اس صورتِ حال میں اس کو صاف الہامی اللہ کی بھیجی ہوئی کتاب تسلیم کرنے کے بجائے وہ کبھی اسے کسی اور کا سکھایا پڑھایا کہتے۔

ہمارے نبیؐ کے انکاری کہتے ہیں کہ یہ فرقان محض ایک جھوٹ ہے یہ تو رسالت کا دعویٰ کرنے والے اِس شخص کی من گھڑت ہے جس کے گھڑنے میں کچھ دُوسرے لوگوں نے اس کی مدد کی ہے، [اللہ تعالیٰ نے اِن کی تردید کرتے ہوئے فرمایا:] دیکھو بھلا اِن کا یہ بیان کیسے ظلم، افسوس اور جہالت کا 'شاہ کار' جھوٹ ہے.......... مفہوم آیت ۴

منکرین کے اس موقف میں متعدد کمزوریاں ہیں:

- اِن کا رسول ﷺ پر قرآن کو اپنے من سے گھڑنے کا بہتان لگانا، عظیم جسارت ہے حالاں کہ اُن سمیت سارے شہر والوں کی گواہی ہے کہ وہ اُن میں سب سے زیادہ نیک اور سچے ہیں۔
- قرآن کے بارے میں یہ کہنا کہ یہ جھوٹ اور افترا ہے، حالاں کہ یہ سب سے سچا، جلیل ترین اور عظیم ترین کلام ہے۔
- رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے احوال سب کو معلوم ہیں، منکرین آپ ﷺ کے احوال کو سب سے زیادہ جانتے ہیں، اُنھیں خوب معلوم ہے کہ آپ لکھ سکتے ہیں نہ آپ کسی ایسے شخص کے پاس جاتے ہیں جو آپؐ کو لکھ کر دے۔ اِس کے باوجود وہ یہ کہتے ہیں کہ آپؐ یہ قصے کہانیاں کسی کے پاس سے لکھ کر لاتے ہیں ... اسی لیے اللہ تعالیٰ اِن کی اِس بات پر مزید گفتگو کرتا ہے۔

مزید برآں یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ تو گزرے ہوئے اگلے لوگوں کے افسانے ہیں جو اس شخص نے کسی سے نقل کروالیے ہیں اور اہلِ مکہ کو قرآن کے نام پر سنانے کے لیے، اِس شخص کو صبح و شام یہ افسانے رٹائے جاتے ہیں۔ اے محمدؐ، ان

سے کہہ دو کہ اِس قرآن کو تواُس بابرکت ذات نے نازل کیا ہے جو زمین اور آسمانوں کی [پیدائش، قیام اور فنا کا] ہر بھید جانتا ہے۔ بلاشبہ تمھاری اس جہالت، سرکشی اور جرأت پر اُس کی چشم پوشی کی وجہ بس یہ ہے کہ وہ بڑا غفور ورحیم ہے۔

مفہوم آیات ۵-۶

رسالت پر اعتراضات

قرآن مجید، فرقانِ عظیم پر اعتراضات کو رفع کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ اِن کی رسالت کے باب میں جرح و قدح کی طرف توجہ فرماتے ہیں۔ اب اُن کے صبح شام اس کہنے پر گفتگو ہے کہ یہ رسول کوئی فرشتہ یا بادشاہ کیوں نہیں یا خود اس رسول کی خدمت کے لیے کوئی فرشتہ کیوں نہیں آیا۔

اور کہتے ہیں یہ کیسا شخص ہے جو رسالت کا دعویٰ کرتا ہے اور کھانا کھاتا ہے اور ضرورتوں کو حاصل کرنے اور تلاش معاش میں بازاروں میں بھی پھرتا ہے! اگر یہ اللہ کا نمایندہ ہے تو کیوں نہ اس کے ہم راہ آگاہ و خبر دار کرنے والا ایک فرشتہ لگایا گیا جو ہم جیسے نہ ماننے والوں کو دھمکاتا! یا یہ بھی نہیں تو اس کے لیے کوئی خزانہ ہی اُتار دیا جاتا، یا کم از کم اِس کے پاس کوئی باغ ہی ہوتا جس سے یہ کھاتا پیتا۔ یہ ظالم محمدؐ کے پیچھے چلنے والوں سے کہتے ہیں تم لوگ تو ایک جادو زدہ [۲۲۰] آدمی کے پیچھے لگ گئے ہو۔ اے پیغمبر! دیکھو یہ لوگ تم پر [تمھاری دعوت اور اور تمھارے متبعین پر] کیسی کیسی عجیب پھبتیاں کس رہے ہیں، ایسے گم راہ اور دیوانے ہوئے ہیں کہ کوئی عقل کی بات سوچنے اور سمجھنے کی استطاعت و سکت ہی نہیں رہی۔ ....

مفہوم آیت ۷ تا ۹ ....

منکرین کی سرکشی کا سبب

فرمایا جا رہا ہے کہ یہ مخالفین و معترضین بالکل غلط بات کہتے ہیں، ایسی نشانیوں کا نہ ہونا، اِن کی سرکشی کا سبب نہیں۔ یہ جانتے ہیں کہ وہ اللہ جس نے اتنی بڑی یہ کائنات بنائی ہے وہ آپؐ کو اس دنیا میں خیر کثیر سے نوازنے کی قدرت رکھتا ہے۔ اِن مخالفین و معترضین کے اعراض و انکار کا اصل سبب یہ ہے کہ یہ قیامت کے انکاری ہیں۔

۲۲۰ مشرکین کے زعمِ باطل میں اللہ کا نبی نعوذ باللہ ایک جادو زدہ آدمی تھا اور جادو کے زور پر وہ دعویٰ نبوت کر رہا اور شان دار کلام سُنا رہا تھا۔ اللہ کے نبی کے بارے میں یہ گمان رکھنا کہ اُس پر جادو ہو سکتا ہے یا وہ خود جادوگر ہے ایک غلط گمان ہے جو ہر نبی کے بارے میں اُس کے مخالفین نے پیش کیا، کیوں کہ نبی پر ساحر یا مسحور ہونے کا الزام اُس کے نبی ہونے کو اور اُس کی تعلیمات کو اور اُس کے معصوم ہونے کو مشکوک بنا دیتا ہے، قرآن اس کی پر زور تردید کر رہا ہے۔

وہ بڑی ہی بابرکت ذات ہے کہ اگر چاہے تو ان کی تجویز کردہ چیزوں [فرشتوں، خزانوں اور باغوں] سے بھی بہتر تم کو عطا کر دے، ایسے باغات جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں، اور اُن میں تمھارے لیے بلند و آراستہ بڑے بڑے محل بنوادے۔ [ایسی نشانیوں کا نہ ہونا، اِن کی سرکشی کا سبب نہیں،] بلکہ اصل بات یہ ہے کہ انھوں نے قیامت کے وقوع ہی کو جھٹلا دیا ہے، اور جو قیامت کا انکاری ہو تو اُس کے لیے ہم نے بھڑکتی ہوئی آگ تیّار کر رکھی ہے۔.................. مفہوم آیت ۱۰ تا ۱۱

منکرین اور متقین کا قیامت میں مختلف انجام

اب جب انھوں نے قیامت کے وقوع ہی کو جھٹلا دیا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے احوال بیان فرماتے ہیں اور ظالموں کی سزا بیان کرنے کے بعد مناسب انداز میں متقین کی جزا کا ذکر کرتے ہیں۔

وہ جب دُور ہی سے اِن کو دیکھے گی تو جوشِ غضب سے بپھر جائے گی، جس کی یہ پھنکار سُنیں گے [جس سے خوف کی وجہ سے کلیجے پھٹ جائیں گے اور دل پارہ پارہ ہو جائیں گے]۔ اور جب بوقتِ عذاب، یہ ہاتھ پاؤں جکڑے اُس کی ایک تنگ جگہ [سے اُس] میں ٹھونسے جائیں گے تو اپنی موت کی تمنا کریں گے، پر آج موت کہاں؟ اُس وقت ان سے کہا جائے گا کہ ایک موت کو نہیں، آج تو تم بہت سی موتوں [ہلاکتوں] کو پکارو۔ اِن سے پوچھو، یہ انجام اچھا ہے یا وہ اَبدی جنّت جس کا وعدہ اُن دیکھے اللہ سے ڈر کر بُرائیوں سے بچنے والے متقیوں سے کیا گیا ہے؟ جو اُن کے اعمال کا بہترین بدلہ اور آخری ٹھکانا ہو گی، جہاں اُن کی ہر من چاہی پُوری ہو گی، جہاں وہ ہمیشہ ہمیش رہیں گے، اِس جنت کا وعدہ تو تیرے رب کے ذمّے ایک وَعْدًا مَّسْئُولًا [قابلِ مواخذہ عہد] ہے۔.................................. مفہوم آیت ۱۲ تا ۱۶

معبودانِ باطل کی گواہی

انسانوں کے درمیان شرک کی ابتدا اسی طریقے سے ہوئی کہ شیطان نے بدی پر مائل نفس کے بندوں کو یہ سُجھایا کہ گزرے ہوئے اللہ کے نبی، ولی اور نیک بندے اللہ سے بہت قریب ہیں، اِن کی روحیں گردش کرتی اور تمھارے احوال سے واقف رہتی ہیں، اللہ ہم جیسے گنہ گاروں کی تو سنتا نہیں مگر اِن کی ٹالتا نہیں، اِن کو وسیلہ بناؤ، اِن کو مدد کے لیے پکارو، اِن کے نام کی نذر و نیاز کرو، یہ تمھارے سارے گناہ بخشوا دیں گے، تمھاری ساری ضرورتیں اللہ سے کہہ کر پوری کرا دیں گے، یہ تو بڑے بندہ پرور اور داتا ہیں ہر مصیبت میں اللہ کے بجائے ان کو پکارو، یہی حاجت روا اور مشکل کشا ہیں۔ نفس کے بندوں اور ظلم و زیادتی اور حرام خوری اور بدکاری کے ساتھ زندگی بسر کرنے والوں کو ساری زندگی لمحے لمحے اللہ سے ڈر کر نیکی پر گامزن رہنے کے

بجائے یہ آسان طریقہ [شارٹ کٹ] لگا کہ اللہ کے نبیوں اور ولیوں کے مزاروں کو پوجیں، اللہ کی کبریائی کے مقابلے میں اُن کے نام کے نعرے لگائیں، اُن کی تماثیل، اُن کے بُت اور مجسمے بنائیں اور اُن کے آگے نذر و نیاز گزاریں۔ اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ کے مخالفین اور آپؐ پر اعتراض کرنے والوں سے فرما رہا ہے کہ ہم روزِ قیامت تمھارے معبودانِ باطل کو گھیر لائیں گے یہ خود ساختہ معبود تم سے صاف برأت کا اظہار کریں گے اور اِن کے آگے کی گئیں تمھاری تمام کوششیں، نذر و نیازیں، سجدے، سلامیاں اور قربانیاں رائگاں جائیں گی۔

اور قیامت کا دن تو وہ ہوگا کہ جب اللہ تمھارے اِن مخالف انکاریوں کے ساتھ اِن کے معبُودوں کو بھی گھیر لائے گا جنھیں آج یہ اللہ کو چھوڑ کر پُوج رہے ہیں، پھر اللہ اُن لوگوں سے جو معبود بنا کر پوجے گئے تھے پُوچھے گا کیا تم نے میرے اِن بندوں کو گم راہ کیا تھا؟ یا یہ خود ہی راہِ راست [دینِ حق] سے بھٹک گئے تھے؟ وہ خود کو شرک سے بری الذمہ قرار دیتے ہوئے جواب دیں گے [۲۲۱] کہ تیری ذات تو شرک کی ہر تہمت سے پاک ہے، ہمیں یہ حق کب تھا کہ ہم تیرے سوا کسی اور کو اپنا کارساز بناتے۔ مگر ہوا یہ کہ آپ نے ان کو اور ان کے باپ دادا کو خوب سامانِ زندگی دیا [۲۲۲] یہاں تک کہ یہ [نبیوں کے سکھائے اور تیری کتابوں میں درج] سبق بھُول گئے اور [آج تیرے دربار میں] شامت زدہ کھڑے ہیں [۲۲۳]۔ ....

مفہوم آیت ۱۷ تا ۱۸ ....

---

۲۲۱ روزِ محشر اللہ تعالیٰ عیسیٰؑ ابن مریم سے دریافت کرے گا کہ کیا تم نے یہ تعلیم دی تھی کہ لوگ اللہ کے سوا تم کو اور تمھاری ماں کو بھی معبود بنالیں؟ تو وہ صاف انکار کر دیں گے، اور فرمائیں گے میں نے اِس کے سوا کچھ نہیں کہا کہ اللہ کی بندگی کرو جو میرا ربّ بھی ہے اور تمہارا ربّ بھی۔ میں اُسی وقت تک ان کا نگراں تھا جب تک کہ میں ان کے درمیان تھا۔

۲۲۲ یہ وہی بات ہے جو چند ماہ قبل سُوْرَةُ الْاَنْبِيَآء کی آیت ۴۴ میں فرمائی گئی تھی : بَلْ مَتَّعْنَا هٰٓؤُلَاۗءِ وَاٰبَاۗءَهُمْ حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ .... یعنی، حق کے مقابلے میں ان کے انکار اور طغیان کی اصل وجہ یہ ہے کہ ان لوگوں کو اور ان کے باپ دادا کو ہم دُنیا میں مال و متاع سے نوازتے رہے، اور ان کو دن لگ گئے!

۲۲۳ قرآن میں لفظ استعمال ہوا ہے قَوْمًۢا بُوْرًا۔ "بائرن" اُن لوگوں کو کہا جاتا ہے جن میں کوئی بھلائی نہ ہو۔ وہ کسی اصلاح کی طرف راغب نہیں ہوتے اور وہ شامت کے مارے ہلاکت کے سوا کسی چیز کے لائق نہیں ہوتے۔

پس جب اِن مشرکین کے معبودان سے بے زاری کا اظہار کریں گے تو اللہ تعالیٰ اِن کی عبادت کرنے والوں کو زجر و توبیخ کرتے ہوئے فرمائے گا:

تو، لوگو سُنو! [یہ کافروں سے خطاب ہے] اپنے خود ساختہ معبودوں کی شانِ خدائی میں تمھاری باتوں کو، جو آج تم [بڑھ بڑھ کر] بناتے تھے، جب خود تمھارے معبُودوں نے ہی جھُٹلا دیا ہے، تو پھر تم نہ اپنی شامت کو ٹال سکو گے نہ کہیں سے مدد پا سکو گے اور تم میں سے جو بھی شرک [ظلمِ عظیم] کرے گا اُسے ہم بڑے عذاب میں مبتلا کریں گے۔... مفہوم آیت ۱۹

سارے رسول انسان تھے

رسول اللہ ﷺ کو ستانے والوں کا یہ کہنا تھا کہ کیسی عجیب بات ہے کہ اللہ نے ایک انسان کو رسول بنا دیا! ہر دور میں نادانوں نے یہی نعرہ لگایا ہے کہ رسول کوئی انسان نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ ابلیس کے سکھائے اس سب سے بڑے وہم کو دور کرتے ہیں۔

اے محمدؐ! تم سے پہلے جتنے رسُول بھی ہم نے بھیجے، وہ سب ہی کھانا کھانے والے اور بازاروں میں چلنے پھرنے والے تھے۔ [حق و باطل کی اس کشمکش کی] حقیقت یہ ہے کہ ہم نے تم دونوں [حق و باطل کا علم اُٹھائے فریقین] کو ایک دُوسرے کے لیے [اپنے موقف پر جمے رہنے کی] پرکھ کا ذریعہ بنا دیا ہے۔ پس اے ایمان والو! کیا تم استقامت اور اطمینان کے ساتھ چلنے پر راضی ہو؟ تمھارا رب [مشرکوں کی ہٹ دھرمی اور تمھاری دین اور دعوتِ دین پر استقامت،] سب کچھ دیکھ رہا ہے۔ م
.... فہوم آیت ۲۰

اگلی آیات میں اللہ تبارک و تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کی تکذیب کرنے والوں کی فضول باتوں کا تذکرہ کرتے ہیں، اصل معاملہ یہ ہے کہ یہ کم نصیب ہیں اِنھوں نے اللہ تعالیٰ کے وعدہ و وعید کو جھٹلایا ہے، اِن کے دل میں وعید کا خوف ہے نہ خالق سے ملاقات کی امید ہے۔

جو لوگ ہمارے سامنے پیشی کا اندیشہ نہیں رکھتے وہ نبی اور اہلِ ایمان سے دعوتِ ایمان کے جواب میں کہتے ہیں کہ فرشتے کیوں نہ اُترے، جو تیری رسالت کی گواہی دیتے اور تیری تائید کرتے۔ یا پھر ہم اپنے رب کو خود دیکھتے [تاکہ فوراً ایمان لے آتے]، یہ مشرکین اپنے بارے میں بڑے ہی تکبر میں مبتلا ہیں اور سرکشی میں حد سے گزر گئے ہیں۔ جس دن یہ فرشتوں کو دیکھیں گے [جن کے نزول کا انھوں نے مطالبہ کیا تھا] اُس دن تو ان مجرموں کے لیے کوئی اچھی خبر نہ ہو گی، چیخ اُٹھیں گے پناہ، پناہ، اور جو بھی اپنی دانست میں نیک اعمال انھوں نے کیے ہوں گے، جب ہم اُن کی طرف توجہ کریں گے تو اُن کو بے

وقعت خاک کی طرح اُڑا دیں گے [۲۲۴]۔ اُس دن تو بس وہی لوگ جو جنّت کے مستحق ہیں، اچھی جگہ ٹھہریں گے اور نہایت عمدہ آرام گاہ پائیں گے............................ مفہوم آیات ۲۱ تا ۲۴

قیامت کے قائم ہونے کا منظر

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کی عظمت، اور اُس دن پیش آنے والی سختی اور کرب اور دلوں کو ہلا دینے والے مناظر کو بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:

[ایّامِ قیامت کے دوران] ایک روز آسمان پھٹے گا اور ایک بدلی نمودار ہو گی [۲۲۵] [یہ وہ بادل ہو گا جس میں اللہ تعالیٰ آسمانوں سے نزول فرمائے گا] اور اُس میں سے فرشتوں کے پَرے کے پَرے اُتارے جائیں گے۔ اُس دن حقیقی بادشاہی صرف رحمٰن کی ہو گی، اور وہ دن منکرین کے لیے [اپنی سختی اور عقوبت کی وجہ سے] بڑا ہی کٹھن ہو گا۔ ظالم، مشرک و گناہ گار انسان اپنا ہاتھ حسرت سے چبائے گا اور کہے گا کہ کاش میں نے رسُولؐ کی معیت میں کاروانِ حق کا ساتھ دیا ہوتا۔ ہائے میری بدبختی، کاش میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا کہ جس کے بہکائے میں وہ نصیحت میں نے نہ مانی جو رسولؐ کے ذریعے میرے پاس آئی تھی، [اس پسِ منظر میں یہ واضح ہو جائے گا کہ] شیطان انسان کے حق میں بڑا ہی بے وفا نِکلا، مفہوم آیات ۲۵ تا ۲۹

اللہ تعالیٰ اُس دن کا نقشہ کھینچتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ اُس دن رسول منکرین کی جانب سے روگردانی کا شکوہ اور اِن کے رویے پر تاسف کا اظہار کرے گا اور بتائے گا کہ میری قوم کے لوگوں نے قرآن سے اعراض کرتے ہوئے اسے چھوڑ دیا ہے۔ حالاں کہ اِن پر واجب ہے کہ وہ اِس کے فیصلے کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتے، اِس کے احکام کو قبول کرتے اور اس کی پیروی کرتے۔ یہیں اللہ تعالیٰ نبی ﷺ کو تسلی دیتے ہیں کہ کشمکش میں تمھارے لیے تمھارا پروردگار کافی ہے۔

---

۲۲۴ قیامت کے روز قائم ترازو میں توحید و آخرت پر ایمان کے بغیر نیک اعمال کوئی وزن نہ پائیں گے، ایمان و عمل کے ساتھ شرک کی ملاوٹ سب کچھ ضائع کر دیتی ہے۔

۲۲۵ یہ آغازِ قیامت کا ذکر نہیں، قیامت تو پہلے صور پر، سوائے ذاتِ باری تعالیٰ کے ہر چیز کی فنا پر قائم ہو گی اور دوسرے صور [نفخ ثانی] پر دوبارہ زندگی ملے گی، اس آیت میں جس موقع کا ذکر ہے یہ دوسرے صور کے بعد کا موقع ہے جب حساب کتاب شروع ہونا ہو گا۔

اور رسُولؐ کہے گا کہ اے میرے پروردگار، میری قوم کے لوگوں نے اس قرآن کو مذاق بنالیا تھا اے محمدؐ سنو، ہم نے تو اِسی طرح ہر دور میں مجرمین میں سے ہر نبی کے لیے دشمن اُٹھائے ہیں۔ مگر یقین رکھو، حق و باطل کی اس کشمکش میں تمھارے لیے تمھارا پروردگار ہی رہ نمائی اور مدد کو کافی ہے[۲۲۶]۔ .... مفہوم آیات ۳۰ تا ۳۱

قرآن یک بارگی ہی کیوں نہیں اترتا

منکرین کے من جملہ اعتراضات میں سے ایک اعتراض یہ ہے کہ قرآن یک بارگی ہی کیوں نہیں اترتا۔ اُن کی پریشانی یہ تھی کہ قرآن کی آیات پر کفّار کے مدبرین [تھنک ٹینک] جو بھی نیا شوشہ اور اعتراض کئی دنوں میں سوچ کر لاتے روح الامین کی اگلی آمد (visit) پر قرآن اُس کی دھجیاں بکھیر دیتا۔ وہ تنگ کر کہتے کہ یہ تمھارا قرآن کب تک اُترتا رہے گا، سارا ایک ساتھ کیوں نہیں آجاتا؟

منکرین کہتے ہیں کہ سارا کا سارا قرآن یک بارگی ہی اِس شخص پر کیوں نہیں نازل کیا گیا۔ ہم نے جان کر یہ اہتمام کیا ہے تاکہ قرآن کے تدریج کے ساتھ تھوڑے تھوڑے نزول سے: • ہم تمھارے دل کو مضبوط کریں • ترتیب کے ساتھ ٹھیر ٹھیر کر دلوں میں جذب ہو[۲۲۷] • اس قرآن پر اور تمھارے کام پر یہ لوگ جو اعتراض بھی اُٹھائیں، ہم اس کا بروقت صحیح جواب مناسب توجیہ کے ذریعے دیں اور بات کھول دیں۔ اِن منکرین و معترضین کا موقف شرارت پر مبنی ہے، یہ حد درجہ غلط رستے پر ہیں؛ انجامِ کار یہ چہروں کے بل جہنّم کی طرف گھسیٹے جانے والے ہیں۔ .... مفہوم آیات ۳۲ تا ۳۴

سابق رسولوں کی نافرمان امتوں کا انجام

اللہ تعالیٰ نے آگے اِن واقعات کی طرف اشارہ کیا ہے جس کو دیگر آیات میں نہایت شرح و بسط کے ساتھ

---

۲۲۶ یہ آیۂ کریمہ دلالت کرتی ہے کہ حق ہمیشہ باطل پر غالب آتا ہے۔ حق پوری طرح واضح ہوتا ہے، باطل کا حق کے ساتھ ٹکراؤ ایک لازمی امر ہے جو حق کو اور زیادہ واضح اور استدلال کو درجہ کمال تک پہنچا دیتا ہے اور یہ واضح ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اہلِ حق کو عزت و تکریم سے سرفراز کرے گا، اور اہلِ باطل کے ساتھ کیا سلوک کرے گا، لہٰذا آپ اِن کی باتوں پر زیادہ غم زدہ نہ ہوں۔

۲۲۷ تفہیم القرآن میں اس آیت ' كَذَٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهِ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنَاهُ تَرْتِيلًا ' کا دیا گیا یہ ترجمہ بھی پیشِ نظر رہے: ہاں، ایسا اس لیے کیا گیا ہے کہ اس کو اچھی طرح ہم تمھارے ذہن نشین کرتے رہیں اور (اسی غرض کے لیے) ہم نے اس کو ایک خاص ترتیب کے ساتھ الگ الگ اجزا کی شکل دی ہے۔

بیان فرمایا ہے، تاکہ انبیاء ورُسل کی تکذیب پر جمے رہنے سے ڈرائے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اِن پر بھی ایسا ہی عذاب نازل ہو جائے جیسا کہ پہلی قوموں پر نازل ہوا تھا جو اِن کے قریب ہی آباد تھیں۔ وہ اِن کے واقعات کو خوب جانتے ہیں اور اِن کے واقعات بہت مشہور ہیں۔ بعض قوموں کے آثار کا وہ اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہیں مثلاً حجر کے علاقے میں صالحؑ کی قوم اور وہ بستی جس پر کھنگر کے پتھروں کی بدترین بارش برسائی گئی تھی۔ قریش مکہ کا اپنے تجارتی اسفار کے دوران اِن بستیوں کے کھنڈرات پر گزر ہوتا ہے۔ وہ قومیں اِن منکرینِ مکہ سے زیادہ بُری نہ تھیں۔ سورۃ قمر میں فرمایا گیا تھا کہ کیا تمھارے درمیان ہمارے رسول کے منکرین پچھلے رسولوں کے منکرین سے کچھ بہتر ہیں؟ اِن کے انکار کی وجہ یہ تھی کہ وہ یقین نہیں کرتے تھے کہ مرنے کے بعد اُٹھائے جائیں گے۔ فرمایا:

ہم نے موسیٰؑ کو کتاب عطا کی اور اس کے ساتھ اس کے بھائی ہارونؑ کو مددگار بنایا اور اُن کو حکم دیا کہ تم دونوں اُس قوم [فرعون اور اُس کے اعیانِ سلطنت] کی جانب جاؤ جس نے ہماری [یعقوب اور یوسف علیہما السلام پر نازل شدہ] آیات کی تکذیب کی ہے۔ انجامِ کار [موسیٰؑ اور ہارونؑ کی بات نہ ماننے پر] اُن لوگوں کو ہم نے نیست و نابود کر کے رکھ دیا۔ اسی طرح رسُولوں کی تکذیب کے جرم میں ہم نے قومِ نوحؑ کو بھی غرق کر دیا اور اُن کو رہتی دنیا تک لوگوں کے لیے ایک نشانِ عبرت بنا دیا، اِس دنیاوی بربادی کے بعد ظالموں کے لیے آخرت میں بھی ہم نے ایک دردناک عذاب مہیّا کر رکھا ہے۔.....

مفہوم آیات ۳۵ تا ۳۷

اِسی طرح عاد اور ثمود اور کنوئیں والوں [اصحابُ الرس] اور صدیوں پر محیط درمیانی عرصے میں بہت سی قومیں تباہ کیں؛ اِن میں سے ہر ایک کو ہم نے گزشتہ برباد قوموں کی مثالیں دے دے کر سمجھایا اور آخرکار ہر ایک کو ملیامیٹ کر دیا۔ اور قریش کے قافلے تو اُس بستی پر سے گزرتے ہیں، جس پر بڑی ہی تباہ کن بارش برسائی گئی تھی، کیا انھوں نے اس کا حال دیکھا نہ ہوگا؟ مگر یہ موت کے بعد دوبارہ زندگی کی کوئی امید ہی نہیں رکھتے۔.........

مفہوم آیات ۳۸ تا ۴۰

آخرت سے بے یقینی اور نفس پرستی

اگلی آیات میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے ہمارے رسولؐ! آپؐ کی تکذیب کرنے والے، اللہ تعالیٰ کی آیات سے عناد رکھنے والے اور زمین پر تکبر سے چلنے والے، جب آپؐ کو دیکھتے ہیں تو آپ سے استہزاء کرتے ہیں اور آپؐ کی تحقیر کرتے ہیں اور آپؐ کو کوئی معمولی آدمی سمجھتے ہوئے حقارت آمیز لہجے میں کہتے ہیں کہ یہ تو

یقیناً ہمیں ہمارے معبودوں سے بے زار اور دور کر چکا ہوتا اگر ہم اپنے معبودوں سے عقیدت کے ساتھ نہ چمٹ گئے ہوتے۔ منکرین و مخالفین کو یہ وہم لاحق تھا کہ وہ راہِ راست پر گام زن ہیں اور رسول گم راہ ہے [نعوذ باللہ]۔اُن کی اس جسارت اور حماقت پر اللہ تعالیٰ اُن کو عذاب کی وعید سُناتا ہے۔

آخرت سے بے یقینی نے اِن کو اتنا نڈر بنایا ہے کہ جب بھی یہ لوگ تمھیں دیکھتے ہیں تو تمھارا مذاق ہی بنا لیتے ہیں۔ کہتے ہیں اچھا یہی وہ صاحب ہیں [228] جنھیں اللہ نے اپنا رسُول بنایا ہے؟ اگر ہم اپنے معبودوں سے عقیدت کے ساتھ نہ چمٹ گئے ہوتے تو یہ ضرور ہمیں ہمارے معبُودوں سے برگشتہ ہی کر دیتا۔ اچھا، وہ وقت دُور نہیں ہے جب عذاب دیکھ کر انھیں خود معلوم ہو جائے گا کہ کون گمراہی میں دُور نکل گیا تھا۔........................ مفہوم آیات ۴۱تا۴۲

لات و عزیٰ ہی نہیں جاہلوں نے اپنی خواہشات کو بھی اپنا معبود بنالیا ہے، نبی ﷺ کے لائے ہوئے دین کو قبول کرنے کے معنی یہ ہیں کہ نفس کی بندگی میں ملی آزادی کو دبا دیں، ہر دور میں عقل پرست جاہلوں کے نزدیک یہ بات حقوقِ انسانی کے خلاف رہی ہے۔ اِس فلسفے سے جو یہ دور کی کوڑی لائے ہیں تو ایسے دانش ور وں کو تو رسولوں کو بھی راہِ راست پر لانے کا کام نہیں سونپا گیا تھا!

اے پیغمبر، تم نے اُس آدمی کو دیکھا جس نے اپنی خواہشات کو اپنا اِلٰہ بنا رکھا ہے! ایسے آدمی کو راہِ راست پر لانے کا تم کیوں کر ذمہ لے سکتے ہو! کیا تمھیں شبہ ہے کہ ان میں سے اکثر لوگ اس قرآن کو سُنتے اور سمجھتے ہیں؟ اس معاملے میں تو یہ چوپایوں کی مانند [کالانعام] ہیں، بلکہ اُن سے بھی گئے گزرے۔........................ مفہوم آیات ۴۳تا۴۴

اس کائنات اور نظامِ کائنات میں خالق کی نشانیاں

ہواؤں کے ذریعے بادل اُٹھتے ہیں، پھر اکٹھا ہو کر گھٹا بن جاتے ہیں، ہوائیں اسے بار آور کرتی ہیں اور پھر

---

۲۲۸ ایسی ہی ایک بات قوم ثمود نے اپنے نبی سے کہی تھی جسے اللہ تعالیٰ نے سُوْرَةُ الْقَمَرِ کے بالکل آغاز میں یاد دلایا، سُوْرَةُ الْقَمَرِ اسی سال کے آغاز میں نازل ہوئی تھی، بیان کیا گیا تھا: فَقَالُوٓا أَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهُۥٓ إِنَّآ إِذًا لَّفِي ضَلَٰلٍ وَسُعُرٍ ﴿۲۴﴾ ۔ أَءُلْقِيَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِنۢ بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ أَشِرٌ ﴿۲۵﴾ اور کہنے لگے کہ ایک اکیلا آدمی جو ہم ہی میں سے ہے کیا اب ہم اس کے پیچھے چلیں؟ اس کا تباع ہم قبول کر لیں تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ ہم بہک گئے ہیں اور ہماری عقل ماری گئی ہے۔ کیا ہمارے درمیان بس یہی ایک شخص تھا جس پر اللہ کا ذکر نازل کیا گیا؟ نہیں، بلکہ یہ پرلے درجے کا جھوٹا اور بر خود غلط ہے

اپنے رب کے حکم سے اس گھٹا کو کھینچ کے لاتی ہیں تاکہ بارش برسنے سے پہلے بندے بارش کی آمد کی نوید پر خوش ہو جائیں اور بارش کے اچانک آجانے سے پہلے بارش کے لیے تیار ہو جائیں۔

لوگو، کیا تم نے غور [اپنی آنکھ اور اپنی بصیرت سے اپنے رب کی قدرتِ کاملہ کا مشاہدہ] نہیں کیا کہ تمھارا رب کس طرح شب کے سائے کو رات میں پھیلا دیتا ہے [طلوعِ آفتاب سے قبل تک]؟ اگر وہ چاہتا تو اسے دائمی سایہ [رات] بنا دیتا۔ پھر اپنی قدرت پر ہم سُورج کو دلیل بناتے ہیں، جیسے جیسے سُورج طلوع ہوتا ہے ہم اس سائے [رات] کو آہستگی سے اپنی طرف سمیٹ لیتے ہیں [یہاں تک کہ وہ ختم ہو جاتا ہے]۔اور وہ اللہ ہی ہے جس نے رات کو تمھارے لیے پردہ پوش، اور نیند کو سکونِ موت، اور دن کو جی اُٹھنے کا وقت بنایا[229]۔ .... مفہوم آیات ۴۵ تا ۴۷

اور وہ اللہ ہی ہے جو اپنی بارانِ رحمت سے پہلے ہواؤں کو اُس کی خوش خبری سُنانے والی بنا کر بھیجتا ہے اور پھر ہم آسمان سے پاک وصاف پانی اُتارتے ہیں، تاکہ ایک مُردہ [خشک] علاقے کی زمین کو اس کے ذریعے پھر سے ہری بھری زندگی بخشیں اور اپنی مخلوق میں سے کثیر جانوروں اور انسانوں کی پیاس کو سیراب کر دیں۔ اس پانی کو ہم لوگوں کے درمیان تقسیم[230] کر دیتے ہیں تاکہ لوگ اس سارے نظام کو دیکھ کر نظام کے خالق کی آگہی حاصل کریں اور اُس کا شکر ادا کریں، مگر اکثر لوگ اللہ کو یاد نہیں کرتے اور ناشکری پر اڑتے ہیں۔ .... مفہوم آیات ۴۸ تا ۵۰

اللہ تعالیٰ اپنی مشیت کے نفوذ کے بارے میں آگاہ فرماتا ہے کہ اگر وہ چاہتا تو ہر بستی میں ڈرانے والا بھیج دیتا یعنی ہر بستی میں ایسا رسول بھیج دیتا جو اِن کو گناہوں کے انجام سے ڈراتا۔ مگر یہ اُس کی مشیت نہ تھی۔ کہا جارہا ہے کہ اے اللہ کے رسولؐ، اِن کی ہدایت سے مایوس ہو کر اِن کی خواہشات کی خاطر تبلیغ کو ترک نہ کیجیے گا۔

اگر ہم چاہتے تو ہر ایک بستی میں ایک رسول مبعوث کرتے۔ پس اے نبیؐ! کافروں کی بات ہر گز نہ مانو اور اس قرآن کے ذریعے ان کے افکار و اعتراضات کا بھرپور مقابلہ کرو۔ اور وہ اکیلا اللہ ہی ہے جس نے دو سمندروں کو باہم رکھا ہے۔ ایک

---

۲۲۹ جس نے تمھارے لیے شب کو پردہ پوش اور نیند کو دافع کلفت بنایا اور دن کو وقتِ نشور بنایا۔ (تدبرِ قرآن)

۲۳۰ قدیم مفسرین نے یہاں صَرَّفْنٰهُ میں ضمیر کو پانی کی طرف قیاس کیا ہے، یہی بات یہاں ہمیں مناسب حال نظر آتی ہے۔ سید قطبؒ اور اصلاحی صاحبؒ نے اس کو کتاب الٰہی کی طرف اور سید مودودیؒ نے بارش برسنے اور پانی کے مخلوقات تک پہنچانے کے کرشمے کی طرف جانا ہے۔ تدبرِ قرآن میں اس آیت کا ترجمہ یوں ہے: اور ہم نے اس (قرآن) کو ان کے درمیان گوناگوں اسلوبوں سے واضح کر دیا ہے۔ تفہیم القرآن میں یہ اس طرح ہے: اس کرشمے کو ہم بار بار ان کے سامنے لاتے ہیں۔

خوش ذائقہ اور شیریں، دُوسرا اتنا سخت نمکین کہ کڑوا۔ باہم رہتے ہوئے دونوں کے درمیان ہم نے ایک پردہ حائل کر رکھا ہے جو دونوں کو خلط ملط نہیں ہونے دیتا۔.. مفہوم آیت ۵۱تا ۵۳

اور وہی ہے جس نے حقیر پانی سے انسانوں کو پیدا کیا، پھر اُن کو نسبی اور سُسرالی سلسلوں میں منسلک کیا۔ بلاشبہ تیرا رب بڑا ہی قدرت والا ہے۔ لیکن انسانوں کا معاملہ یہ ہے کہ اُس اللہ کو چھوڑ کر اُن کی بندگی کر رہے ہیں جو نہ ان کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور نہ ہی کوئی نقصان، اور سرکشی و ناشکری کی حد یہ کہ کافر اپنے رب کے حریف بنے ہیں۔............. مفہوم آیات ۵۴تا۵۵

کارہائے رسالت

اللہ نے اپنے رسول محمد ﷺ کو لوگوں پر داروغہ بنا کر نہیں بھیجا ہے، مصلحین اور مجددین دنیا میں کبھی بھی زبردستی دین کو نافذ کرنے کے ٹھیکے دار نہیں بنتے۔ رسولوں کا کام منکرین کو محض اللہ کے عذاب اور قیامت کی سختیوں سے ڈرانا اور اتباع کرنے والوں کو حیاتِ طیبہ اور جنتوں کے ابدی انعامات کی خوش خبری دینا ہوتا ہے اس انذار اور تبشیر کے نتیجے میں اللہ کی مدد سے اظہارِ حق ہوتا ہے اور حق باطل پر غالب آجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو صرف ایک اللہ پر بھروسہ کرنے اور اُس سے مدد مانگنے کا حکم دیا گیا ہے، یہی طریقہ قیامت تک آپ کے تمام ماننے والے اہلِ ایمان کے لیے مشعلِ راہ ہے۔

اے محمدؐ، ہم نے تم کو تو بس فرماں برداروں اور نیکوکاروں کو خوش خبری دینے والا اور نافرمانوں کو ڈرانے والا بنا کر مبعوث کیا ہے۔ ان سے کہہ دو کہ میں اس کام کی انجام دہی پر تم سے کسی صلے کا طالب نہیں ہوں مگر یہ کہ جس کا جی چاہے وہ اپنے رب کا پسندیدہ راستہ [دین، طریقِ زندگی] اختیار کرلے۔ اے محمدؐ، کارِ رسالت کی انجام دہی کرتے ہوئے بس اُس ہستی پر بھروسا رکھو جو ہمیشہ سے زندہ ہے اور جسے کبھی موت نہیں آئے گی۔ اُس ہستی کے لیے تعریف اور شکریوں کے بیان کے ساتھ اُس کی شرک کی نجاست سے پاکی کو بیان کرو۔ منکرین کے معاملے میں فکرمند نہ ہو، اللہ کا اپنے بندوں کے گناہوں سے باخبر ہونا بہت کافی ہے [وہ اُنھیں اُن کے گناہوں کی سزا دے گا]۔ وہ تو، وہ ہے جس نے چھ دنوں میں آسمانوں اور زمین اور اُن کے درمیان ساری چیزوں کو بنا کر رکھ دیا، پھر اپنے عرش پر جلوہ فرما ہوا[۲۳۱]۔ وہ رحمان ہے پس اس کی شان

۲۳۱ اس آیہ کریمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کو پیدا کیا، وہ اِن کے تمام ظاہر و باطن کی اطلاع رکھتا ہے، وہ عرش کے اوپر مستوی اور تمام مخلوق سے جدا ہے۔

کسی جاننے والے [۲۳۲] سے پوچھو! .... مفہوم آیات ۵۶تا۵۹

کیسی ناروا بات ہے کہ جب ان منکرین سے کہا جاتا ہے کہ رحمان کو سجدہ کرو تو کہتے ہیں، رحمان کیا چیز ہے! کیا بس جسے تُو کہہ دے اسی کو ہم سجدہ کر دیں؟ حق سے عداوت کا معاملہ یہ ہے کہ یہ دعوت ان کی نفرت میں اُلٹا اضافہ کرتی ہے۔... مفہوم آیت ۶۰/آیتِ سجدہ بڑی ہی بابرکت ہے وہ ذات جس نے آسمان میں بُرج [قلعے/مدار] بنائے [۲۳۳] اور اس میں منبع حرارت و توانائی ایک جلتا چراغ [سورج] اور ایک منور چاند بنایا۔ وہی ہے جس نے رات اور دن کو ایک دُوسرے کے بعد آنے والا جانشین بنایا، یہ مظاہر قدرت ہر اس شخص کے لیے سامانِ غور و فکر رکھتے ہیں جو یاد دہانی چاہے، یا شکر گزار بننا چاہے۔

مفہوم آیات ۶۱تا۶۲ ....

رحمٰن کے پسندیدہ بندے

جب کہا گیا کہ معبودانِ باطل سے خلع حاصل کر کے رحمٰن کو سجدہ کرو اور اُس کی بندگی اختیار کرو تو شہر مکہ میں آپ کے مخالفین، آنکھیں چڑھا چڑھا کر اور سر کھجا کھجا کر پوچھتے تھے کہ یہ رحمٰن کیا چیز ہے؟ ظاہر ہے رحمٰن تو اس دنیا میں سر کی آنکھوں سے دکھائی دے جانے والی ہستی نہیں ہے، گزشتہ آٹھ سال سے اللہ کا رسول کائنات میں پھیلی ہوئی نشانیوں سے، زمین آسمان، چاند سورج، دریا سمندر، ہواؤں اور بارشوں کی طرف متوجہ کر کے شہر کے مشرکین کو اللہ کی وحدانیت اور خلاقیت پر قائل کرنے کی کوشش کر رہا تھا، اس عرصے میں اُس پر ایمان لانے والوں کی ایک ایسے صالح بندوں کی ٹیم تیار ہو گئی کہ جن اعلیٰ کردار کو دیکھ کر اللہ یاد آجاتا تھا، آج اُس ٹیم کو اُس کی نشانی کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے۔

رحمٰن کے بندے [۲۳۴] حقیقت میں تو بس وہی منکسر المزاج لوگ ہیں جو زمین پر نرم چال چلتے ہیں اور جاہل [منکرین] اُن

۲۳۲ 'کسی جاننے والے' سے مراد خود اللہ تعالیٰ کی اپنی ہی ذاتِ کریمہ ہے۔ وہی ہے جو اپنے تمام اوصاف اور اپنی عظمت و جلال کا علم رکھتا ہے۔

۲۳۳ یہ برج عام ستارے ہیں اِن کی مثال ایسی ہے جیسے شہروں کی حفاظت کے لیے چوکیاں یا برج اور قلعے ہوں، اس طرح ستارے اِن برجوں کی مانند ہوتے ہیں جو حفاظت کے لیے بنائے جاتے ہیں۔۔۔ کیوں کہ یہ ستارے شیاطین کے لیے شہاب ثاقب ہیں۔

۲۳۴ اللہ تعالیٰ کی عبدیت دو بنیادوں پر ہے اوّلاً یہ کہ اللہ تعالیٰ رب العالمین ہے، سارے جہانوں کا پروردگار، پالن ہار؛ پس، ذی عقل مخلوق انسان کو یہی سزاوار ہے کہ اپنے رب کا غلام بنا رہے۔ ثانیاً یہ کہ وہ ساری کائنات کا تنہا

سے ناروا بحث میں اُلجھیں تو سلام کہہ کے رخصت ہو جاتے ہیں۔ جو راتیں اپنے رب کی جناب میں سجدوں اور قیام [نماز و دعاؤں] میں گزارتے ہیں اور ایسے لوگ ہیں کہ ہر آن دُعائیں کرتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! دوزخ کے عذاب سے ہم کو محفوظ رکھیے گا، بے شک اُس کا عذاب تو جان کو چمٹ جانے والی چیز ہے، رہنے کے لیے وہ تو بہت ہی بُری جگہ اور وہ بڑا ہی بُرا مقام ہے۔ رحمٰن کے بندے اپنے اخراجات کے معاملے میں نہ فضول خرچی کرتے ہیں نہ ہی کنجوسی، بلکہ اُن کا خرچ اِن دونوں حدوں کے درمیان اعتدال پر رہتا ہے۔ وہ اپنی حاجتوں اور مشکلوں میں اللہ کے ساتھ کسی اور الٰہ کو نہیں پکارتے [معبود نہیں بناتے]، اللہ کی حرام کی ہوئی کسی جان کو ناحق قتل نہیں کرتے[۲۳۵]، اور نہ زنا کا ارتکاب کرتے ہیں۔ جو بھی کوئی شرک، زنا اور قتلِ ناحق کا ارتکاب کرے گا[۲۳۶] عنقریب بُرا بدلہ پائے گا۔ .... مفہوم آیات ۶۳ تا ۶۸

قیامت کے روز اُس کا عذاب دگنے پہ دگنا بڑھتا ہی جائے گا اور اُسی میں وہ ہمیشہ ذلیل و خوار رہے گا۔ اِلّا یہ کہ کوئی دنیا کی زندگی ہی میں توبہ کر چکا ہو اور اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لا کر صالح اعمال کرے، ایسے تبدیل ہو جانے والے لوگوں کی بُرائیوں کو اللہ معاف فرما کے بھلائیوں سے بدل دے[۲۳۷] گا اور وہ بڑا ہی معاف فرمانے والا اور رحم کرنے والا ہے۔.....

.... مفہوم آیات ۶۹ تا ۷۰

خالق اور الٰہ العالمین ہے، اُس کی اُلوہیت کو تسلیم کرنا ہی اُس کی غلامی کا طوق گلے میں پہننا ہے۔ اِن دونوں بنیادوں پر اُس کی غلامی یا بندگی قبول کرنے سے لازم آتا ہے کہ سارے مراسم عبادت صرف اُسی کے لیے ہوں اور ہر معاملے میں اُس کے رسولوں کے ذریعے لائے ہوئے قانون کی اطاعت کی جائے۔

۲۳۵ اس سے مراد مسلمان اور معاہد کافر ہے۔

۲۳۶ یہ تینوں گناہِ کبیرہ ہیں، اپنی شناعت کے لحاظ سے عظیم ترین گناہ، اس لیے تینوں ساتھ ذکر کیے گئے۔ مشرک پر ابدی جہنم واضح ہے۔ قاتل اور زناکار کا ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہنا تو قرآن و سنت کی نصوص دلالت کرتی ہیں کہ وہ جہنم میں ہمیشہ نہیں رہے گا۔ اس لیے کہ تمام اہلِ ایمان جہنم سے نکال لیے جائیں گے، کوئی مومن جہنم میں ہمیشہ نہیں رہے گا، خواہ اُس نے کتنے ہی بڑے گناہ کیوں نہ کیے ہوں۔

۲۳۷ اس ضمن میں ایک حدیث کے مطابق ایک بندہ جس کے بعض گناہوں کا اللہ تعالیٰ محاسبہ کرے گا اور معافی کے بعد گناہوں کو اس کے سامنے شمار کرے گا پھر ہر برائی کو نیکی میں بدل دے گا۔ وہ شخص اللہ تعالیٰ سے عرض کرے گا "اے میرے رب! میری تو بہت سی برائیاں تھیں جو مجھے یہاں دکھائی نہیں دیتی ہیں" [مسلم]۔

جو بھی بُرے کاموں سے توبہ کر کے نیکی پر گام زن ہو جاتا ہے بلا شبہ وہ اللہ کی طرف پلٹ آتا ہے [۲۳۸] ....اور رحمٰن کے بندے تو وہ ہیں جو کسی باطل میں شریک نہیں ہوتے اور نا گہانی لغویات اُن کے سامنے آ جائیں تو وقار کے ساتھ گزر جاتے ہیں۔ .... مفہوم آیات ۷۱ تا ۷۲

جب اُنھیں اُن کی خطاؤں پر یا ویسے ہی یاد دہانی کے لیے اُن کے رب کی نازل کردہ آیات سُنا کر نصیحت کی جاتی ہے تو وہ اندھے اور بہرے بن کر سُنی اَن سُنی نہیں کرتے۔ یہ رحمٰن کے بندے ہیں جو دُعائیں مانگا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہماری بیویوں اور اولاد کے ایمان اور اُن کی نیک چلنی سے آنکھوں کو ٹھنڈا رکھ اور ہم کو نیکو کاروں کے درمیان نیکی میں سبقت کرنے والا بنا۔ .... مفہوم ۷۳ تا ۷۴

یہ رحمٰن کے بندے جن کا ذکر کیا گیا، اپنے صبر کا پھل جنت میں عمدہ محلات اور بالا خانوں کی شکل میں پائیں گے۔ جہاں اُن کا استقبال تحسین و آفریں اور سلامت سلامت سے ہو گا۔ وہ ہمیشہ ہمیش وہاں رہیں گے۔ کیا ہی خوب ہو گی وہ جائے قرار اور وہ منزل جو اُنھیں ملے گی۔ .... مفہوم آیات ۷۵ تا ۷۶

چوں کہ اللہ نے اپنے بندوں کی اپنی رحمت کی طرف اضافت کی ہے اور اِن کے فضل و شرف کی وجہ سے اِن کو اپنی عبودیت سے مختص کیا ہے، اس لیے کسی کو یہ وہم لاحق ہو سکتا ہے کہ اِن مذکورہ لوگوں کے سوا وہ بذاتِ خود اور دوسرے لوگ عبودیت میں داخل کیوں نہیں ہوئے؟ پس اللہ تعالیٰ نے آگاہ فرمایا ہے کہ اس کو اِن مذکورہ لوگوں کے سوا کسی کی پرواہ نہیں۔ چناں چہ فرمایا:

اے محمدؐ، منکرین سے کہو میرے رب کو تمھاری کیا پڑی ہے اگر تم اُس کو اپنا رب مان کر نہ پلٹ آؤ اور نہ پکارو۔ اب جب کہ تم نے اُس کی یاد دہانی کو جھٹلا دیا ہے، جلد ہی وعید [وعدۂ عذاب] پوری ہو گی اور وہ سزا پاؤ گے کہ جان چھڑانی محال ہو گی۔ .... مفہوم آیت ۷۷

☆☆☆☆☆

---

۲۳۸ غلامی و بندگی کا تقاضہ ہے کہ بندہ ہر آن اپنی معلوم ہی نہیں، نا معلوم خطاؤں پر بھی اُن سے بچنے کا عہد کرتے ہوئے اللہ سے معافی طلب کرے۔ توبہ کمال کا بلند ترین مقام ہے، کیوں کہ توبہ اُس راستے کی طرف بڑھنا ہے جو بندے کو اللہ تعالیٰ کی رضا تک پہنچاتا ہے، یہی مقصودِ زندگی ہے۔ چناں چہ بندے پر لازم ہے کہ وہ توبہ میں اخلاص سے کام لے اور توبہ کو اغراضِ فاسدہ کے تمام شائبوں سے پاک رکھے۔ جن سے توبہ کرے، اُن گناہوں کو ترک کر دے، نادم ہو اور عزم کرے کہ وہ دوبارہ گناہ نہیں کرے گا۔

نواں سالِ نبوت

[آغاز محرم سے اختتام ذوالحجہ]

ابولھب کی ناکامی ونامُرادی کے اعلان کاسال

• نواں سالِ نبوت: ۸ ستمبر ۶۱۷ء سے ۲۷ اگست ۶۱۸ء تک		
۷۳واں باب: اپنے وعدۂ ایمان وتسلیم کو یاد کرو	۳۸۱	سُوۡرَۃُ فَاطِر
۷۴واں باب: ابولھب کو جہنم کی وعید	۳۹۷	سُوۡرَۃُ اللَّھَب

یہ مقاطعہ کا تیسرا سال ہے، اگلے سال پہلے ہی ماہ، محرم میں یہ مقاطعہ اپنی موت آپ مرنے والا ہے۔ اس سال کوئی خاص تاریخی واقعہ روایات میں نہیں ملتا، البتہ یہ سال اس لحاظ سے منفرد ہے کہ اس سال کے دوران ایک ایسی سورۃ نازل ہوئی کہ پورے قرآن میں اور شاید تمام ہی آسمانی کتب میں اِس جیسے مضمون کی کوئی نظیر نہیں، وہ یہ کہ رسول اللہ ﷺ کے اور دین اسلام کے ایک کم ظرف دشمن کا نام لے کر مذمت کی گئی اور اُس کی بربادی کی پیشین گوئی کی گئی۔ قرآن کے اس منفرد جُز کا نام ہے سُوۡرَۃُ اللَّھَب۔

مذکورہ بالا سورۃ کے علاوہ، مقاطعہ کے دوران مکہ میں پرامن ماحول مئیسر آجانے نے مسلمانوں کو تزکیے کے لیے اور آنے والے آزمایش کے اوقات کے لیے تیار کیا۔ سورۃُ فاطر اس دوران اس مقصد کو پورا کرنے والی سورۃ نازل ہوئی۔ مسلمانوں کو یاد دلایا گیا کہ اصل زندگی تو آخرت کی ہے دنیا کی چمک اُنھیں دھوکے میں نہ ڈالے اور یہ بھی کہ حق وباطل کی جنگ میں اس دنیا میں بھی وہی کامیاب ہوں گے۔

۴۳واں باب

اپنے وعدہ ایمان و تسلیم کو یاد کرو

سُوْرَۃُ فَاطِر

۳۸۳ مقاطعہ کے دوران مکہ میں پر امن ماحول

۳۸۴ اللہ ہی خالق ہے اور اُسی کے لیے تعریفیں اور شکریے ہیں

۳۸۵ دنیا کی چمک تمھیں دھوکے میں نہ ڈالے

۳۸۷ اللہ کے علاوہ تمام معبودانِ باطل خود ساختہ ہیں

۳۸۹ اہلِ ایمان، منکرین کے مقابلے میں بہر طور کام یاب و کامران ہیں

۳۹۰ کائنات کی تخلیق پر تدبر و تفکر والے ہی صاحبانِ علم ہیں

۳۹۱ پیغمبر صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اہلِ ایمان رفقاء کی اعلیٰ سیرت کی گواہی

۳۹۲ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بعد کتاب کے وارث کون ہیں؟

۳۹۳ منکرین کو فہمایش

۳۹۴ اے قریش کے لوگو! اپنے وعدہ ایمان و تسلیم کو یاد کرو

سن ۶۱۷ء کا جولین کیلنڈر [ابولھب کی ناکامی و نامرادی کے سال]

	جمعرات	جمعہ	ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	
جنوری			1 ۱۶	2 ۱۷	3 ۱۸	4 ۱۹	5 ۲۰	6 ۲۱	7 ۲۲	8 ۲۳	9 ۲۴	10 ۲۵	11 ۲۶	12 ۲۷	13 ۲۸	14 ۲۹	15 جمادی	16 ۲	17 ۳	18 ۴	19 ۵	20 ۶	21 ۷	22 ۸	23 ۹	24 ۱۰	25 ۱۱	26 ۱۲	27 ۱۳	28 ۱۴	29 ۱۵	30 ۱۶	31 ۱۷					جمادی ۱
فروری						1 ۱۸	2 ۱۹	3 ۲۰	4 ۲۱	5 ۲۲	6 ۲۳	7 ۲۴	8 ۲۵	9 ۲۶	10 ۲۷	11 ۲۸	12 ۲۹	13 ۳۰	14 جمادی	15 ۲	16 ۳	17 ۴	18 ۵	19 ۶	20 ۷	21 ۸	22 ۹	23 ۱۰	24 ۱۱	25 ۱۲	26 ۱۳	27 ۱۴	28 ۱۵					جمادی ۲
مارچ						1 ۱۶	2 ۱۷	3 ۱۸	4 ۱۹	5 ۲۰	6 ۲۱	7 ۲۲	8 ۲۳	9 ۲۴	10 ۲۵	11 ۲۶	12 ۲۷	13 ۲۸	14 ۲۹	15 رجب	16 ۲	17 ۳	18 ۴	19 ۵	20 ۶	21 ۷	22 ۸	23 ۹	24 ۱۰	25 ۱۱	26 ۱۲	27 ۱۳	28 ۱۴	29 ۱۵	30 ۱۶	31		رجب
اپریل		1 ۱۷	2 ۱۸	3 ۱۹	4 ۲۰	5 ۲۱	6 ۲۲	7 ۲۳	8 ۲۴	9 ۲۵	10 ۲۶	11 ۲۷	12 ۲۸	13 شعبان	14 ۲	15 ۳	16 ۴	17 ۵	18 ۶	19 ۷	20 ۸	21 ۹	22 ۱۰	23 ۱۱	24 ۱۲	25 ۱۳	26 ۱۴	27 ۱۵	28 ۱۶	29 ۱۷	30 ۱۸							شعبان
مئی				1 ۱۹	2 ۲۰	3 ۲۱	4 ۲۲	5 ۲۳	6 ۲۴	7 ۲۵	8 ۲۶	9 ۲۷	10 ۲۸	11 ۲۹	12 ۳۰	13 رمضان	14 ۲	15 ۳	16 ۴	17 ۵	18 ۶	19 ۷	20 ۸	21 ۹	22 ۱۰	23 ۱۱	24 ۱۲	25 ۱۳	26 ۱۴	27 ۱۵	28 ۱۶	29 ۱۷	30 ۱۸	31 ۱۹				رمضان
جون							1 ۲۰	2 ۲۱	3 ۲۲	4 ۲۳	5 ۲۴	6 ۲۵	7 ۲۶	8 ۲۷	9 ۲۸	10 ۲۹	11 شوال	12 ۲	13 ۳	14 ۴	15 ۵	16 ۶	17 ۷	18 ۸	19 ۹	20 ۱۰	21 ۱۱	22 ۱۲	23 ۱۳	24 ۱۴	25 ۱۵	26 ۱۶	27 ۱۷	28 ۱۸	29 ۱۹	30 ۲۰		شوال
جولائی		1 ۲۱	2 ۲۲	3 ۲۳	4 ۲۴	5 ۲۵	6 ۲۶	7 ۲۷	8 ۲۸	9 ۲۹	10 ذوالقعدہ	11 ۲	12 ۳	13 ۴	14 ۵	15 ۶	16 ۷	17 ۸	18 ۹	19 ۱۰	20 ۱۱	21 ۱۲	22 ۱۳	23 ۱۴	24 ۱۵	25 ۱۶	26 ۱۷	27 ۱۸	28 ۱۹	29 ۲۰	30 ۲۱	31 ۲۲						ذوالقعدہ
اگست					1 ۲۳	2 ۲۴	3 ۲۵	4 ۲۶	5 ۲۷	6 ۲۸	7 ۲۹	8 ۳۰	9 ذوالحجہ	10 ۲	11 ۳	12 ۴	13 ۵	14 ۶	15 ۷	16 ۸	17 ۹	18 ۱۰	19 ۱۱	20 ۱۲	21 ۱۳	22 ۱۴	23 ۱۵	24 ۱۶	25 ۱۷	26 ۱۸	27 ۱۹	28 ۲۰	29 ۲۱	30 ۲۲	31 ۲۳			ذی الحج
ستمبر	1 ۲۴	2 ۲۵	3 ۲۶	4 ۲۷	5 ۲۸	6 ۲۹	7 ۳۰	8 محرم	9 ۲	10 ۳	11 ۴	12 ۵	13 ۶	14 ۷	15 ۸	16 ۹	17 ۱۰	18 ۱۱	19 ۱۲	20 ۱۳	21 ۱۴	22 ۱۵	23 ۱۶	24 ۱۷	25 ۱۸	26 ۱۹	27 ۲۰	28 ۲۱	29 ۲۲	30 ۲۳								محرم
اکتوبر			1 ۲۴	2 ۲۵	3 ۲۶	4 ۲۷	5 ۲۸	6 ۲۹	7 صفر	8 ۲	9 ۳	10 ۴	11 ۵	12 ۶	13 ۷	14 ۸	15 ۹	16 ۱۰	17 ۱۱	18 ۱۲	19 ۱۳	20 ۱۴	21 ۱۵	22 ۱۶	23 ۱۷	24 ۱۸	25 ۱۹	26 ۲۰	27 ۲۱	28 ۲۲	29 ۲۳	30 ۲۴	31 ۲۵					صفر
نومبر						1 ۲۶	2 ۲۷	3 ۲۸	4 ۲۹	5 ۳۰	6 ربیع ۱	7 ۲	8 ۳	9 ۴	10 ۵	11 ۶	12 ۷	13 ۸	14 ۹	15 ۱۰	16 ۱۱	17 ۱۲	18 ۱۳	19 ۱۴	20 ۱۵	21 ۱۶	22 ۱۷	23 ۱۸	24 ۱۹	25 ۲۰	26 ۲۱	27 ۲۲	28 ۲۳	29 ۲۴	30 ۲۵			ربیع ۱
دسمبر	۲۶	۲۷	3 ۲۸	4 ۲۹	5 ۳۰	6 ربیع ۲	7 ۲	8 ۳	9 ۴	10 ۵	11 ۶	12 ۷	13 ۸	14 ۹	15 ۱۰	16 ۱۱	17 ۱۲	18 ۱۳	19 ۱۴	20 ۱۵	21 ۱۶	22 ۱۷	23 ۱۸	24 ۱۹	25 ۲۰	26 ۲۱	27 ۲۲	28 ۲۳	29 ۲۴	30 ۲۵	31 ۲۶							ربیع ۲

اوپر آپ سن ۶۱۷ء کا جولین کیلنڈر دیکھ رہے ہیں۔ ہر سطر ایک ماہ کی نمائندہ ہے۔ یوں بارہ سطروں میں جنوری تا دسمبر بارہ مہینوں کی جولین تواریخ آپ انگلش میں تحریر ہندسوں میں دیکھ سکتے ہیں۔ ہر خانے میں نیچے کی جانب قمری تاریخیں اردو ہندسوں میں دی گئی ہیں۔ ہر مہینے کی پہلی تاریخ والے خانے میں مہینے کا نام درج ہے۔ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ ۸ ستمبر کو محرّم کی پہلی تاریخ تھی، یہ نبوت کے نویں سال کا نقطہ آغاز ہے۔ اس سے پہلے اور اوپر کی سطور کے تمام ماہ وایّام ساتویں سالِ نبوت کے ہیں۔ ۳۱ دسمبر کو نویں سالِ نبوت کی ۲۶ ربیع الثانی تھی۔ اس سال کے باقی ایّام اور مہینے آپ سن ۶۱۸ء کے جولین کیلنڈر میں صفحہ ۶۲ پر دیکھ سکتے ہیں۔ اس سال سیرت النبی ﷺ کی تاریخ میں کوئی خاص واقعہ سوائے سورۃ اللھب کے نزول کے واقع نہیں ہوا۔